

درس حدیث

تحریر و ترتیب :- مولانا محمد ادریس السلفی

عن المقدم بن معد یکر ب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول :- ملأ ابن آدم وعاء شرا من بطن بحسب ابن آدم لقیمت یقمن صلبہ فان کان لا محالۃ فثلث لطعۃ وثلث لشرابہ وثلث لنفسہ رواہ الترمذی وقال حدیث حسن

ترجمہ :- حضرت مقدم بن معد یکر ب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے ہیں ابن آدم نے پیٹ سے زیادہ برا برتن کوئی نہیں بھرا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اسکی پشت کو سیدھا رکھتے ہیں لیکن اگر کوئی چارہ کار نہ ہو۔ تو ایک تہائی کھانے کے لئے ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے۔

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے اور افراد سے لے کر ملت تک کی اصلاح کا ضامن اور نگران ہے۔ کمال تک پہنچانے والا کوئی اصول اس سے مخفی نہیں۔ اور عروج انسانی سے پھیرنے والا کوئی راستہ نہیں جس سے اسلام نے خبردار نہ کیا ہو۔ ایک معمولی چیز انسان کو بلندی تک لے جانے والی ہوتی ہے مگر غفلت کی بنا پر اس سے استفادہ نہیں کیا جاتا۔ اور بسا اوقات بعض عادات و صفات سے چھٹکارا نہایت آسان اور بے ضرر ہوتا ہے۔ جو آدمی کو بلندی مراتب سے روکے رکھتی ہیں۔ نگران کی طرف خیال نہیں جاتا۔

”صبح ہوئی شام ہوئی یوں ہی زندگی تمام ہوئی“

کے مصداق آدمی کا جانور کی طرح کھا لینا۔ سولینا مقصد زیست بن جاتا ہے اگر یہ شیوہ فرد ہو تو اس کی دنیا و آخرت خسارہ ہی خسارہ ہوتی ہے لیکن ملت اس میں جتلا ہو تو.....

الامان والحفیظ۔

ایسی ہی معمولی عادات میں سے ایک خصلت بد ”بسیار خوری“ ہے بزبان قرآن ”
 وَاَكْلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ“ وہ جانوروں کی طرح (خوب) کھاتے ہیں
 اور بزبان معلم اخلاق ”المومن باكل لى معى واحد والكفر باكل لى سبعة اسماء“
 متفق علیہ“
 مومن ایک آنت اور کافرسات آنتوں میں کھاتا ہے۔

شکم پری کو معیوب خیال نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ یہ ایک عیب نہیں بلکہ مجمع العیوب
 ہے آئیے ذرا دائائے سبل کے اس فرمان مبارک پر غور کریں ورود فرمان ذی شان کے
 بارہ میں امام ابو القاسم البغوی اپنی معجم میں عبد الرحمن بن المرقع رضی اللہ عنہ سے
 روایت لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا یہ علاقہ زرعی اور پھل دار درختوں
 سے مالا مال تھا اس سے خوب متعم ہوئے ادھر بخار نے اکثریت کو آلیا، سالار اعظم سے
 شکایت کی گئی تو آپ یوں گویا ہوئے

انما الحمى واند الموت وسجن الله فى الارض وهى قطعت من النار فاخذتكم لبردوا
 الماء فى الشنان فصبوها عليكم بين الصلاتين معنى المغرب والعشاء

بلاشبہ بخار و موت کا جاسوس اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی قید ہے اور آگ کا ایک
 حصہ ہے، پس جب یہ تمہیں آئے تو ٹھیکڑے میں پانی ٹھنڈا کرو پھر اسے مغرب و عشاء
 کے درمیان اپنے اوپر ڈالو (بخار کے اسباب متنوع ہوتے ہیں اور بعینہ اسی طرح ازالہ کے
 بھی، اس حدیث میں قطعه من النار کہہ کر گرمی کے بخار کی طرف اشارہ کیا گیا ہے)
 صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور بخار اتر گیا تب آپ
 نے فرمایا

لم يخلق الله وعاء اذا ملئ شرا من بطن لئلا يبدل فاجعلوا ثلثا للطعم وثلثا للشراب
 وثلثا للريح

روحانی لحاظ سے اس کے مضرات اپنی جگہ، جسمانی طور پر یہ خصلت کئی بیماریوں

بلکہ اکثر امراض کا پیش خیمہ ہے۔

امام شافعیؒ سے منقول ہے مجھے سولہ برس گزرے ہیں کہ کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا کیونکہ شکم پری بدن کو بوجھل اور عقل کو زائل کر دیتی ہے جبکہ غنیمت سوار رہتی ہے اور عبادت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

اہل طب کی نظر میں بھی قدرِ حشم سے زائد کھانا انسان کو توانائی فراہم ہرگز نہیں کرتا بلکہ اپنے مملکتا ینہ کے ساتھ ساتھ ویسے ہی خارج ہو جاتا ہے۔ اس کے دینی نقصانات لامحدود ہیں قرآن پاک نے کثرتِ طعام کو جانور کے کھانے سے تشبیہ دے کر (واللہ تعالیٰ اعلم) ارشاد فرما دیا کہ کثرتِ اکل و شرب سے انسان عقل یعنی وجہ امتیاز سے محروم ہو کر رہ جاتا ہے اور وہ انسان ہوتے ہوئے بھی انسانیت سے تہی دامن ہوتا ہے رسول گرامی ﷺ کی حیات طیبہ پر نظر دوڑائیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

ملشیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خبز شعیر یومین متلہمین حتی قبض (مسلم) یعنی آپ تازیت جو کی روٹی سے بھی متواتر دو دن سیر نہ ہوئے کیا جس نے دس سال میں تقریباً چوراسی جنگیں لڑی ہوں پھر ہر جنگ سے ختم اور مخصوص حصہ کے علاوہ نصف خیر فراہمی ضروریات کا سامان ہو۔ بلا ارادہ ایسا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں؟ تو پھر آپ یقیناً ان عالی مقاصد کے حصول کے لئے اپنے پیٹ مبارک کو خالی رکھتے ہیں جن کا حصول شکم پری کے ساتھ ناممکن ہے اپنے رفقاء کو فرماتے۔

”طعم الواحد یکنی الاثنین و طعم الاثنین یکنی الثلاثة“

کثرتِ اکل و شرب فہم کو بلید، دل کو سخت، نفس کو متکبر اور خواہشات کا پجاری بنا دیتا ہے۔

آپ کا رقیق القلب معاملہ فہم، بوامع الکلم سے تکلم، حکمت و دانائی کے انبار لگانا اور راتیں عبادت باری تعالیٰ میں بسر کرنا اور ”لو کنت لفظا خلیف القلب لا نفظو امن

حولک" سے متصف ہونا قوت لایموت پر استغاثی کی غماز ہیں آپ کا معمول خوردن برائے زمستن تھا نہ کہ زمستن برائے خوردن۔

حکمت و دانائی شکم پرور کے پاس نہیں پہنچتی بلکہ سستی کی بنا پر وہ شخص کئی امور کالی کی نذر کر دیتا ہے آپ نے فرمایا "بحسب ابن دم لقیمت یقین صلبہ" کمر کو سیدھا رکھنے والے چند لقمے ہی ابن آدم کو کافی ہیں۔

ابن ماجہ نے بروایت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس گرم کھانا پیش کیا گیا تناول فرمانے کے بعد کہا "الحمد لله ما دخل بطني طعم من سغن منذ كذلو كذا" اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے لئے جو بھی حالت پسند فرمائی وہی دنیا و آخرت میں اکمل و افضل تھی۔ دینی و دنیاوی واجبات کی ادائیگی مراتب اعلیٰ کا حصول اور نگاہ بلند کی بازیابی کے لئے شکم پروری کا عندا ترک کر دینا انتہائی لازم ہے بصورت دیگر

توجوالنجاح ولم تسلك مسلکها

ان السبیل لا تجری علی البیس

تو کامیابی کے راستے اپناے بغیر کامیابی کا امیدوار ہے خشکی پر کشتی ہرگز نہیں چلتی۔ حصول آخرت کی ناکامی پر آپ نے خوب انداز سے تنبیہ فرمائی ایک شخص نے آپ کے پاس ڈھکار لیا تو فرمایا۔ اپنے ڈھکاروں کو ہم سے روک کر رکھو۔ کیونکہ دنیا میں اکثر و بیشتر سیر رہنے والے قیامت کی طویل بھوک سے دوچار ہوں گے۔ لہذا تکمیل خواہش میں ایسا کام نہیں کرنا چاہئے۔ جو عقل و فکر کو دبا دے، آخرت سے بے فکر کر دے اور فوز و فلاح کی تمام راہیں انسان پر مسدود ہو کر رہ جائیں۔